کی سندوں کا اور اس کے معنی کا پورا بیان شرح صحیح بخاری میں کر دیا ہے۔ فالحمدللہ) پھر فرمایا کہ باوجود اس کے تمہارا مضبوطی سے اللہ کے دین کو تھام رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر پورا توکل رکھنا ہی موجب ہدایت ہے اسی سے گمراہی دور ہوتی ہے' یہی شیوہ رضا کا باعث ہے' اسی سے صحیح راستہ حاصل ہوتا ہے اور کامیابی اور مراد ملتی ہے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ھُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِھٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ ع۱۰

(گویہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ موجود ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بیشک راہ راست دکھایا جائے گا ○ ایمان والو اللہ تعالیٰ سے اتنے ہی ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے۔ دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا ○

اللہ تعالیٰ کی رسی قرآن حکیم ہے: ☆☆ (آیت:۱۰۱-۱۰۲) اللہ تعالیٰ سے پورا پورا ڈرنا یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے' نافرمانی نہ کی جائے' اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی یاد نہ بھلائی جائے' اس کا شکر کیا جائے' کفر نہ کیا جائے۔ بعض روایتوں میں یہ تفسیر مرفوع بھی مروی ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے' واللہ اعلم۔ حضرت انسؓ کا فرمان ہے کہ انسان اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حق نہیں بجا لا سکتا جب تک اپنی زبان کو محفوظ نہ رکھے۔

اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ کی آیت سے منسوخ ہے۔ اس دوسری آیت میں فرمادیا ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق اس سے ڈرتے رہا کرو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں' منسوخ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہو' اس کے کاموں میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خیال نہ کرو' عدل پر جم جاؤ یہاں تک کہ خود اپنے نفس پر عدل کے احکام جاری کرو۔ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد کے بارے میں بھی عدل و انصاف برتا کرو۔ پھر فرمایا کہ اسلام پر ہی مرنا یعنی تمام زندگی اس پر قائم رہنا تا کہ موت بھی اسی پر آئے' اس رب کریم کا اصول یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی جیسی رکھے ویسی ہی اسے موت آتی ہے اور جس موت مرے' اسی پر قیامت کے دن اٹھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی ناپسند موت سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

مسند احمد میں ہے کہ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور حضرت ابن عباسؓ بھی وہاں تھے' ان کے ہاتھ میں لکڑی تھی' بیان فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں گرا دیا جائے تو دنیا والوں کی ہر کھانے والی چیز خراب ہو جائے' کوئی چیز کھا پی نہ سکیں۔ پھر خیال کرو کہ ان جہنمیوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا پینا ہی یہ زقوم ہوگا۔ اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جو شخص جہنم سے الگ ہونا اور جنت میں جانا چاہتا ہو' اسے چاہئے کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اور لوگوں سے وہ برتاؤ کرے جسے وہ خود اپنے لئے چاہتا ہو (مسند احمد)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے نبی ﷺ کی زبانی آپ کے انتقال کے تین روز پہلے سنا کہ دیکھو' موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنا (مسلم) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرا بندہ میرے ساتھ جیسا گمان رکھے میں اس

کے گمان کے پاس ہی ہوں- اگر اس کا میرے ساتھ حسن ظن ہے تو میں اس کے ساتھ اچھائی کروں گا اور اگر وہ میرے ساتھ بدگمانی کرے گا تو میں اس سے اسی طرح پیش آؤں گا- (مسند احمد) اس حدیث کا اگلا حصہ بخاری و مسلم میں بھی ہے' مسند بزار میں ہے کہ ایک بیمار انصاریؓ کی بیمار پرسی کیلئے آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور سلام کر کے فرمانے لگے کہ کیسے مزاج ہیں؟ اس نے کہا الحمد للہ اچھا ہوں' رب کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اس کے عذابوں سے ڈر رہا ہوں- آپ نے فرمایا سنو! ایسے وقت جس دل میں خوف و طمع دونوں ہوں' اللہ اس کی امید کی چیز اسے دیتا ہے اور ڈر خوف کی چیز سے بچاتا ہے- مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور کہا کہ میں کھڑے کھڑے ہی گروں' اس کا مطلب امام نسائی نے تو سنن نسائی میں باب باندھ کر یہ بیان کیا ہے کہ سجدے میں اس طرح جانا چاہئے اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ میں مسلمان ہوئے بغیر نہ مروں اور یہ بھی مطلب بیان کیا گیا ہے کہ جہاد میں پیٹھ دکھاتا ہوا نہ مارا جاؤں-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ
مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳

اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کی اس وقت کی نعمت کو یاد رکھو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے- اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال کر اپنی مہربانی سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے- اس نے تمہیں بچا لیا' اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ○

تفرقہ میں نہ پڑو: ☆☆ (آیت:۱۰۳) پھر فرمایا' باہم اتفاق رکھو- اختلاف سے بچو- حبل اللہ سے مراد عہد اللہ ہے جیسے اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ الخ' میں ''حبل'' سے مراد قرآن ہے- ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ قرآن اللہ کریم کی مضبوط رسی ہے اور اس کی سیدھی راہ ہے- اور روایت میں ہے کہ کتاب اللہ اللہ تعالیٰ کی آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی ہوئی رسی ہے- اور حدیث میں ہے کہ یہ قرآن اللہ سبحانہ کی مضبوط رسی ہے- یہ ظاہر نور ہے- یہ سراسر شفا دینے والا اور نفع بخش ہے' اس پر عمل کرنے والے کے لیئے یہ بچاؤ ہے- اس کی تابعداری کرنے والے کے لیئے یہ نجات ہے-

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں' ان راستوں میں تو شیاطین چل پھر رہے ہیں' تم اللہ کے راستے پر آ جاؤ' تم اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو وہ رسی قرآن کریم ہے' اختلاف نہ کرو' پھوٹ نہ ڈالو' جدائی نہ کرو' علیحدگی سے بچو' صحیح مسلم میں ہے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' تین باتوں سے اللہ رحیم خوش ہوتا ہے اور تین باتوں سے ناخوش ہوتا ہے- ایک تو یہ کہ اسی کی عبادت کرو- اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو- دوسرے اللہ کی رسی کو اتفاق سے پکڑو' تفرقہ نہ ڈالو' تیسرے مسلمان بادشاہوں کی خیر خواہی کرو' فضول بکواس' زیادتی سوال اور بربادی مال یہ تینوں چیزیں رب کی ناراضگی کا سبب ہیں' بہت سی روایتیں ایسی بھی ہیں جن میں ہے کہ اتفاق کے وقت وہ خطا سے بچ جائیں گے